4 اقتدارِ اعلیٰ
(Sovereignty)

﴾انشائی ...... حصہ اول﴿

سوال: اقتدارِ اعلیٰ کی تعریف اور خصوصیات بیان کریں۔

جواب : تعارف: اقتدارِ اعلیٰ انگریزی لفظ (Sovereighty) کا ترجمہ ہے۔ یہ لاطینی زبان کے لفظ (Superanus) سے نکلا ہے جس کے معانی برتر اور حاوی ہونے کے ہیں۔ اقتدارِ اعلیٰ ریاست کا عظیم، برتر اور مطلق العنان اختیار ہے جس کی بدولت ریاست کو ملک کے اندر تمام افراد اور اداروں پر برتری حاصل ہے۔ اقتدارِ اعلیٰ کا تصور صدیوں سے چلا آ رہا ہے۔ ارسطو اقتدارِ اعلیٰ کو ریاست کی عظیم اور برتر طاقت لکھتا ہے۔ اقتدارِ اعلیٰ کا مکمل اور واضح خیال سولہویں صدی میں ایک فرانسیسی مفکر ژاں بودان نے اپنی تصنیف (Republic) میں کیا۔ عرب کے مشہور فلسفی ابن خلدون نے ''مقدمہ ابن خلدون'' میں ریاست کے برتر اختیار پر بحث کی ہے۔

اقتدارِ اعلیٰ کی تعریف
(Definition of Sovereignty)

مختلف سیاسی ماہرین نے اقتدارِ اعلیٰ کی اپنے اپنے نقطہ نظر سے مختلف تعریفیں کی ہیں جن میں سے چند تعریفیں درج ذیل ہیں:

1- ژاں بودین (Jean Bodin): ''اقتدارِ اعلیٰ شہریوں اور رعایا پر ریاست کا وہ برتر اختیار ہے جو کسی قانون کا پابند نہیں ہوتا۔''

2- برجیس (Burgess): ''اقتدارِ اعلیٰ ہر فرد پر اور افراد کے تمام اداروں پر اصلی مادی مطلق اور غیر محدود اختیار کا نام ہے۔''

3- روسو (Rousseau): ''اقتدارِ اعلیٰ مطلق، قطعی، ناقابلِ تقسیم اور ناقابلِ انتقال اختیار کو کہتے ہیں۔''

4- اوپن ہائم (Openheim): ''اقتدارِ اعلیٰ ایک اعلیٰ اختیار کا نام ہے۔ ایسا اعلیٰ اختیار جو زمین پر باقی تمام طاقتوں سے افضل، اعلیٰ اور آزاد ہو۔''

5- تھامس ہابز (Thomas Hobbes): ''اقتدارِ اعلیٰ ریاست کی ایک اعلیٰ، لامحدود، افضل اور مکمل طاقت کا نام ہے۔''

6- ولوبائی (Willoughby): ''اقتدارِ اعلیٰ ریاست کی برتر منشا کا نام ہے۔''

سوال: اقتدارِ اعلیٰ کے نمایاں خدوخال بیان کریں۔ (لاہور بورڈ 2016ء، گوجرانوالہ بورڈ 2014ء، 2015ء)

جواب : اقتدارِ اعلیٰ کی خصوصیات (Characteristics of Sovereignty): اقتدارِ اعلیٰ کی درج ذیل خصوصیات ہیں:

1- مطلق العنانیت (Absoluteness): اقتدارِ اعلیٰ ایک ایسی اعلیٰ ترین طاقت ہے جو ریاست میں موجود ہر قسم کے ادارے یا انجمن پر مکمل طور پر چھائی ہوتی ہے اور کوئی بھی ریاست کے اقتدارِ اعلیٰ کی مطلق العنانیت سے سرکشی اختیار نہیں کر سکتا۔ ریاست کا اقتدارِ اعلیٰ لامحدود اختیارات کا مالک ہوتا ہے جو ہر قسم کی پابندی سے آزاد ہوتا ہے۔ اقتدارِ اعلیٰ کے دو پہلو ہیں: یعنی اندرونی یا داخلی اقتدارِ اعلیٰ اور بیرونی یا خارجی اقتدارِ اعلیٰ۔

www.downloadclassnotes.com

اندرونی اقتدار اعلیٰ کے تحت تمام افراد اور ان کے بنائے ہوئے ادارے ریاست کے اندر موجود ہیں۔ وہ ریاست کے مکمل کنٹرول میں ہیں۔ اسی طرح ریاست بیرونی طور پر آزاد اور خود مختار ہونے کی وجہ سے بیرونی اقتدار اعلیٰ کی مالک ہوتی ہے۔

جدید دور میں مطلق العنانیت کے باوجود اقتدار اعلیٰ کی لامحدود حیثیت پر کچھ قانونی' اخلاقی' سیاسی' قدرتی اور آئینی حدود و قیود ہوتی ہیں۔ حتیٰ کہ بین الاقوامی قانون کو بھی ریاستیں اخلاقی لحاظ سے تسلیم کرتے ہوئے معاشی اور سیاسی معاہدوں کی پاسداری کرتی ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ریاست کا اقتدار اعلیٰ اپنی مرضی استعمال نہیں کر سکتا۔ ایسا ہرگز نہیں ہے' وہ ہر قسم کی پابندی سے آزاد ہے۔

2- ناقابل تقسیم پذیری (Indivisibility): سیاسی مفکر جیلک کا کہنا ہے کہ اقتدار اعلیٰ ناقابل تقسیم ہے اور اس خصوصیت سے انکار دراصل ریاست کے اقتدار اعلیٰ کی نفی ہے اور جس کے بعد ریاست کا وجود قائم نہیں رہ سکتا۔ وہ کہتا ہے کہ اقتدار اعلیٰ کو تقسیم کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ ایک جانور کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے کہ جس کے بعد وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ چونکہ تکثیر پسند اقتدار اعلیٰ کو ریاست اور انجمنوں میں تقسیم کرنے کے حامی ہیں' اگر ہم ان کی بات مان لیں تو ریاست کا وجود ہی ختم ہو جاتا ہے۔ 1971ء میں جب مشرقی پاکستان مغربی پاکستان سے علیحدہ ہوا تو دراصل اقتدار اعلیٰ دو حصوں میں تقسیم ہوا جس سے پاکستان دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ 1990 کی دھائی میں روس میں پندرہ ریاستیں وجود میں آئیں کیونکہ اقتدار اعلیٰ منقسم ہو گیا۔

3- جامعیت (Universality): برجیس کے مطابق اقتدار اعلیٰ ریاست کے اندر ہر قسم کے ادارے اور انجمن پر فوقیت رکھتا ہے اور بلاشک د شبہ کوئی ادارہ یا انجمن ریاست کے اندر رہ کر یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ وہ اقتدار اعلیٰ سے برتر ہے۔ ریاست کی متعینہ حدود میں رہنے والے تمام افراد اور ان کے بنائے ہوئے ادارے ریاستی قوانین کی پابندی کے مجاز ہیں۔ حتیٰ کہ ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ تین میل کا فاصلہ بھی ریاستی قوانین کی پابندی کا مجاز ہے۔ اس طرح فضائی حدود بھی ریاستی اقتدار اعلیٰ کے تابع ہوتی ہیں۔ بعض لوگ سفارتخانوں کے اقتدار اعلیٰ کی جامعیت پر شک کرتے ہیں' کیونکہ ہر ملک میں سفارتخانے ریاستی قوانین کی پابندی سے آزاد ہوتے ہیں۔ لیکن اس سے اس ریاست کے اقتدار اعلیٰ کی جامعیت پر کوئی زد نہیں آتی' کیونکہ کوئی بھی ریاست کسی وقت بھی کسی بھی سفیر کو اپنے ملک سے نکل جانے کا حکم دے سکتی ہے۔

4- پائیداری (Permanence): اقتدار اعلیٰ کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ ریاست کے آغاز سے وجود میں آتا ہے اور ریاست کے خاتمہ پر ہی فنا ہو جاتا ہے۔ ملک میں چاہے بادشاہت ہو' جمہوریت ہو یا آمریت ہو اقتدار اعلیٰ بہر حال اپنی جگہ پر قائم رہتا ہے۔ کچھ مصنفین کا خیال ہے کہ ریاست اور حکومت میں کوئی فرق نہیں۔ ہابز بھی اسی سوچ کا مالک ہے اور وہ اقتدار اعلیٰ کو حکومت کی خصوصیت قرار دیتا ہے۔ بلاشبہ اقتدار اعلیٰ ریاست کی خصوصیت ہے۔ حکومتیں تو آئے دن ٹوٹتی رہتی اور بنتی رہتی ہیں' لیکن اقتدار اعلیٰ کا وجود اپنی جگہ برقرار رہتا ہے۔

5- منفرد حیثیت (Exclusiveness): اقتدار اعلیٰ ریاست میں منفرد مقام کا حامل ہوتا ہے۔ اس کے اختیارات ریاست کے اندر موجود ہر ادارے اور انجمن سے زیادہ ہوتے ہیں۔ تمام افراد اور ان کے بنائے ہوئے ادارے اقتدار اعلیٰ کے بنائے ہوئے قوانین کی پابندی کو اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ ریاست کے اندر کسی اور ادارے یا انجمن کو اقتدار اعلیٰ حاصل نہیں ہوتا۔ اگر کسی کو اقتدار اعلیٰ حاصل ہو جائے تو وہ مکمل طور پر ایک علیحدہ ریاست کا درجہ حاصل کر لے گا۔ فارابی کا کہنا ہے کہ دس فقیر ایک کمبل میں اکٹھے سو سکتے ہیں لیکن دو بادشاہ ایک ریاست میں کسی طور اکٹھے برسر اقتدار نہیں رہ سکتے ورنہ ریاست کی تقسیم ناگزیر ہو جائے گی۔

6- ناقابل انتقال پذیری (Inalienability): اقتدار اعلیٰ ایک ناقابل انتقال پذیر طاقت ہے' اگر اس کو ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ منتقل کیا جائے تو اس کی اصل حالت ختم ہو جائے گی۔ جدید دور کی جمہوریتوں میں اختیارات تو ایک شخص سے دوسرے شخص کو منتقل کر دیئے جاتے ہیں یا پھر ایک حکومت سے دوسری حکومت کو زیادہ اختیارات دیئے جاتے ہیں جو کہ دراصل مخصوص حالات کا تقاضا ہوتا ہے' لیکن وہاں بھی اختیارات منتقل ہوتے ہیں اور کوئی اقتدار اعلیٰ منتقل نہیں ہوتا۔ انتقال اقتدار اعلیٰ سے مراد صرف اور صرف اقتدار اعلیٰ اور ریاست دونوں کا خاتمہ ہے۔ امریکہ نے 1956ء میں روس سے الاسکا اور پھر 1958ء میں ریاست ہوائی خریدی لیکن اس سے روس کے اقتدار اعلیٰ پر کوئی کاری ضرب نہ لگی۔ اقتدار اعلیٰ کے حوالے سے لائبر (Liber) نے کہا ہے کہ: ''اقتدار اعلیٰ کی منتقلی ایسے ہی ہے جیسے کسی درخت کو اس کی نشوونما کا حق نہ دیا جائے۔''

7- ناقابل زوال پذیری (Imprescriptibility): اقتدار اعلیٰ کی ایک بڑی خوبی ناقابل زوال پذیری بھی ہے یعنی اقتدار اعلیٰ کو کبھی

زوال نہیں آتا۔ یہ تو ہوتا ہے کہ کوئی ریاست ایک مخصوص وقت کے لئے اپنے کسی علاقے پر حکومت نہ کرے، لیکن وہ دوبارہ اپنے علاقے پر اقتدارِ اعلیٰ کا استعمال کر سکتی ہے۔ جنگ عظیم دوم کے بعد برطانیہ نے کئی ممالک پر قبضہ کر لیا تھا جو برطانیہ کی نوآبادیات تھیں، لیکن جب وہ علاقے آزاد ہوئے تو انہوں نے اپنا اقتدارِ اعلیٰ بحال کر لیا۔ موجودہ دور میں ہانگ کانگ کی مثال دی جاتی ہے جو جولائی 1997ء میں چین کے پاس واپس چلا گیا۔ برطانیہ نے ہانگ کانگ پر تقریباً سو سال حکومت کی لیکن جب چین نے ہانگ کانگ کو اپنے قبضے میں لے لیا تو اس کا اقتدارِ اعلیٰ پھر بحال ہو گیا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اقتدار کو کبھی بھی زوال نہیں آتا۔ اسی طرح سیاچن گلیشیر جو پاکستانی حدود کا ایک حصہ ہے اس پر اگرچہ بھارت کا قبضہ ہے پھر بھی اس پر پاکستان کے اقتدارِ اعلیٰ کا حق ہے۔

سوال: اقتدارِ اعلیٰ کی مختلف اقسام کی وضاحت کریں۔ (فیصل آباد بورڈ 2016ء)

جواب: **اقتدارِ اعلیٰ کی اقسام (Kinds of Sovereignty)**

اقتدارِ اعلیٰ کے لفظ کو مختلف معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ جمہوریت کے ارتقا کے ساتھ ریاست کی علاقائی حدود میں اختیارات کے سرچشمے کی حیثیت سے کئی ادارے مختلف انداز سے سامنے آتے ہیں اور یوں ریاست کی حدود میں ہم اقتدارِ اعلیٰ کی مندرجہ ذیل اقسام کی نشاندہی کر سکتے ہیں:

1- برائے نام اور حقیقی مقتدرِ اعلیٰ (Nominal and Real Sovereignty): برائے نام اقتدارِ اعلیٰ سے مراد ایسا مقتدرِ اعلیٰ ہے جو صرف لفظوں کی حد تک اقتدار کا مالک ہو، لیکن عملی طور پر جس کی حیثیت کچھ بھی نہ ہو۔ اقتدارِ اعلیٰ کی یہ قسم عموماً ایسے بادشاہوں کی نشاندہی کرتی ہے جو ماضی میں بااختیار حکمران تھے، لیکن جمہوریت کے ارتقا کے ساتھ ان سے اختیارات عملاً چھین لیے گئے اور ان کو محض رسمی طور پر سربراہ رکھا گیا۔ اس کی بہترین مثال برطانیہ کی دی جا سکتی ہے کہ جہاں بادشاہت اب بھی موجود ہے۔ لیکن وہاں کا بادشاہ صرف برائے نام ہی اختیارات کا مالک ہے کیونکہ جمہوریت کے ارتقا کے ساتھ بادشاہ کے تمام اختیارات پارلیمنٹ کو منتقل ہو چکے ہیں۔ اس اعتبار سے حقیقی اقتدارِ اعلیٰ پارلیمنٹ کے پاس ہے۔ پارلیمنٹ لامحدود اختیارات کی مالک ہے اور وہ ہر قسم کے قانون بنانے کی مجاز ہے۔ اس کے بنائے ہوئے قانون کو کسی عدالت میں بھی چیلنج نہیں کیا جا سکتا حتیٰ کہ پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے کسی قانون کو منسوخ کرنے کا اختیار بھی بادشاہ کے پاس نہیں۔ حکومت کے معاملات میں اس کی حیثیت ایک خاموش تماشائی کی ہے۔ برطانیہ میں برائے نام اقتدارِ اعلیٰ کا مالک بادشاہ ہے اور حقیقی اقتدارِ اعلیٰ کی مالک پارلیمنٹ ہے۔

2- قانونی اور واقعی اقتدارِ اعلیٰ (Dejure and De Facto Sovereignty): قانونی مقتدرِ اعلیٰ وہ حاکم ہے کہ جس کو قانون کی رو سے یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اختیارات کو استعمال کر سکے۔ قانونی مقتدرِ اعلیٰ کو ریاست کے قوانین کے تحت قانون سازی کے اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ واقعی مقتدرِ اعلیٰ سے مراد وہ مقتدرِ اعلیٰ ہے کہ جس کو قانونی طور پر یہ حق حاصل نہیں ہوتا کہ وہ اقتدارِ اعلیٰ کے اختیارات استعمال کرے۔ اس کی قانونی حیثیت کچھ بھی ہو لیکن اس کے احکامات کی تعمیل ہوتی ہے اور اس کے احکامات مانے جاتے ہیں۔

شہریوں کو بعض اوقات ایسی حکومت کے احکامات ماننے پڑتے ہیں کہ جس کی قانونی حیثیت تسلیم شدہ نہیں ہوتی، لیکن پھر بھی اس کے احکامات عملی طور پر پورے ملک میں مانے جاتے ہیں۔ اس طرح کی حکومتیں عام طور پر وہ ہوتی ہیں جو بغاوت، جنگ، فوجی انقلاب کے ذریعے برسرِ اقتدار آتی ہیں کیونکہ یہ حکومتیں ملکی قوانین کے تحت اپنی موجودگی کا جواز پیش نہیں کر سکتیں اور غیر معمولی حالات میں سامنے آتی ہیں۔ اس لیے قانونی طور پر ان کی حیثیت صحیح نہیں ہوتی لیکن کیونکہ اصل اختیارات ان کے پاس رہتے ہیں، اس لئے انہیں واقعی مقتدرِ اعلیٰ تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس طرح کی حکومتوں کے قیام کے بعد آئینی مقتدرِ اعلیٰ کو ختم کر دیا جاتا ہے اور ملک کے انتظامی معاملات میں ان کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔ اس کے مقابلے میں انقلاب کے نتیجے میں برسرِ اقتدار آنے والی حکومت کا سیاسی غلبہ مسلم ہوتا ہے اور وہ اپنی اطاعت افراد سے جبری طور پر بھی کروا سکتی ہے۔ قانونی مقتدرِ اعلیٰ کے اختیارات کی بنیاد ملکی قوانین ہوتے ہیں۔ خواہ اس کو ختم کر دیا جائے یا معزول کر دیا جائے لیکن قانون کی نظر میں وہی مقتدرِ اعلیٰ ہے۔

3- آئینی اور سیاسی اقتدارِ اعلیٰ (Constitutiona and Political Sovereignty): آئینی اقتدارِ اعلیٰ سے مراد وہ حاکم ہے جس کو ملکی آئین یہ اختیار دے کہ وہ حتمی طور پر احکامات جاری کر سکے۔ ہر ریاست میں کوئی نہ کوئی ایسی طاقت ہونی چاہئے جو ان قوانین کو نافذ کر سکے۔ ایسا بااختیار فرد یا ادارہ قانون سازی کے اعلیٰ اختیارات کا مالک ہوتا ہے اور اس کے بنائے ہوئے قوانین کو ملک کی عدالتیں بھی تسلیم

کرتی ہیں اور ان کے نفاذ میں مددگار ہوتی ہیں۔ آئینی اقتدار اعلیٰ ہر قسم کے قوانین نافذ کرسکتا ہے' حقوق عطا کرسکتا ہے اور چاہے تو ان کو ختم بھی کرسکتا ہے۔ آئینی اقتدار اعلیٰ کا مالک بادشاہی نظام میں بادشاہ بھی ہوسکتا ہے اور جمہوریت میں وہ ادارہ بھی جو افراد کی نمائندگی کرے جیسا کہ پارلیمانی نظام حکومت میں پارلیمنٹ۔ آجکل کے بیشتر ممالک میں جہاں جمہوریت موجود ہے افراد کے نمائندگان پر مشتمل پارلیمنٹ ہی کو آئینی اقتدار اعلیٰ کا مالک سمجھا جاتا ہے۔

سیاسی اقتدار اعلیٰ سے مراد وہ افراد ہیں جو حکومت کے انتخابات میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں اور اس اختیار کا استعمال کرتے ہیں جس کی وجہ سے حکومت تشکیل پاتی ہے۔ رائے دہندگان کی جماعت سیاسی مقتدر اعلیٰ ہوتی ہے کیونکہ ان کی وجہ سے ہی پارلیمنٹ کے وہ ممبران چنے جاتے ہیں جو عملی طور پر ریاست کے آئینی اقتدار اعلیٰ کو ظاہر کرتے ہیں۔ سیاسی مقتدر اعلیٰ کا تصور اگرچہ پرانا ہے لیکن اس کو زیادہ فروغ جمہوریت کے فروغ کے ساتھ ملا ہے۔ مختصراً سیاسی مقتدر اعلیٰ عوام ہیں اور قانونی مقتدر اعلیٰ عوام کے وہ نمائندے جن کے ذمے عوام کی مرضی کو قانون کی شکل دینا ہوتا ہے۔ آئینی مقتدر اعلیٰ اور سیاسی مقتدر اعلیٰ میں کسی بھی طرح کے ٹکراؤ کی صورت میں آئینی مقتدر اعلیٰ ہی غالب آئے گا۔

4- عوامی مقتدر اعلیٰ (Popular Sovereignty): عوامی جمہوری یا عوامی مقتدر اعلیٰ سے مراد یہ ہے کہ اقتدار اعلیٰ عوام کے پاس ہوتا ہے۔ یہ تصور اصل میں روسو کی منشائے عام کا مظہر ہے۔ عوامی مقتدر اعلیٰ پورے معاشرے کی بالادستی کو ظاہر کرتا ہے۔ اس میں ہر طرح کے لوگ شامل ہیں۔ چاہے وہ رائے دہندگان ہوں یا نہ ہوں جب کہ سیاسی مقتدر اعلیٰ میں صرف ایسے افراد شامل ہوتے ہیں جو رائے دینے کی اہلیت رکھتے ہوں لیکن عوامی اقتدار اعلیٰ پورے معاشرے کی سیاسی طاقت کو ظاہر کرتا ہے کیونکہ عوامی اقتدار اعلیٰ قانونی مقتدر اعلیٰ کو متاثر کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ فی زمانہ جمہوریت کی کامیابی بڑی حد تک عوامی اقتدار اعلیٰ کے تصور ہی کے مرہون منت ہے۔

سوال: اسلام کا نظریہ حاکمیت مفصل بیان کریں اور اس کی عملی صورت مختصراً تحریر کریں۔ نیز اسلامی اقتدار اعلیٰ کی خصوصیات بیان کریں۔

جواب:

اسلام کا نظریہ حاکمیت
(Islamic Concept of Sovereignty)

اقتدار اعلیٰ کا اسلامی تصور (Islamic Concept of Sovereignty): مسلمان فلسفی الفارابی نے نویں صدی میں ہی اقتدار اعلیٰ کو فلسفیانہ بنیادوں پر پیش کر دیا تھا۔ ایک اور مسلم فلسفی ابن خلدون نے بھی اقتدار اعلیٰ پر سیر حاصل بحث کی۔

مغرب میں اقتدار اعلیٰ ژاں بوداں نے سولہویں صدی کے وسط میں متعارف کرایا۔ بعد میں تھامس ہابز نے بھی اقتدار اعلیٰ کے نظریہ کو اپنے سیاسی نظریات کی بنیاد بنایا۔

اسلام کا نظریہ حاکمیت بہت جامع' مدلل اور منفرد حیثیت کا مالک ہے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اقتدار اعلیٰ کا اسلامی نظریہ کسی انسان کا بنایا ہوا نہیں ہے۔ انسان کے بنائے ہوئے نظریے میں غلطی کا امکان بہر حال موجود ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر قرآن پاک میں اقتدار اعلیٰ کا مالک اپنی وحدہ لاشریک ذات کو ٹھہرایا ہے اور انسان کو زمین پر اپنا نائب کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ واضح طور پر فرماتے ہیں: ''زمین پر انسان' جانور' پرندے اور پہاڑ کسی میں بھی اتنی طاقت نہیں ہے کہ وہ اقتدار اعلیٰ کا بوجھ سنبھال سکے۔'' اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن کریم کو نازل کیا اور اس میں تمام دنیا کو دانش اور حکمت کے اصول بتائے۔ قرآن پاک میں بیشمار جگہوں پر اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا اظہار ہوا ہے:

ان اللہ علی کل شی قدیر۔

''بے شک اللہ ہی تمام چیزوں پر قادر ہے۔''

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کی باخبری کے بارے میں ہے کہ:

لاتاخذہ سنة ولا نوم

''نہ ہی اسے نیند آتی ہے اور نہ ہی اونگھ۔''

ظاہر ہے اصل مقتدر اعلیٰ تو وہی ہوتا ہے جو ہر وقت باخبر ہو اور جاننے والا اور سننے والا ہو۔ اسی لیے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کو سمیع، بصیر اور خبیر کہا گیا ہے۔ کیونکہ نہ ہی اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی دیکھنے والا ہے اور نہ ہی اس سے زیادہ کوئی سننے والا یا خبر رکھنے والا ہے۔

قرآن پاک میں درج ذیل آیات میں اللہ تعالیٰ کے اقتدار اعلیٰ کی وضاحت کی گئی ہے:

"بادشاہی میں اللہ کا کوئی شریک نہیں۔"

"حکومت کسی کا حق نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے۔"

خبردار خلق اسی کی ہے اور امر بھی اسی کے لئے ہے۔"

"حکم اللہ کے سوا کسی اور کا نہیں۔"

"زمین و آسمان کی بادشاہت اللہ کے لیے ہے۔"

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کو رب العالمین، رب المشرقین اور رب المغربین اسی لیے کہا گیا ہے کہ پوری کائنات کا رب صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس کی اجازت کے بغیر ایک پتہ بھی نہیں ہلتا۔ ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اللہ فیصلہ کرتا ہے، کوئی اس کے فیصلوں پر نظر ثانی کرنے والا نہیں۔"

ہر شے کی فرمانروائی اور سلطانی اس کے ساتھ میں ہے۔"

"جو اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں۔"

ایک اور جگہ یوں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی۔"

ذیل میں اسلامی اقتدار اعلیٰ کا عملی نمونہ جو ہمیں قرآن پاک سے حاصل ہوتا ہے وہ درج کیا جاتا ہے۔ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس میں اقتدار اعلیٰ کا اصل مالک اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور انسان اس کا نائب اور خلیفہ ہے۔

1- خلافت (Caliphate): اللہ تعالیٰ نے زمین پر انسان کو اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ اور رسولؐ کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق حکومت کرنے کا مجاز ہے۔ اسلام نے خلافت کا نظام رائج کر کے مغربی سیاسی حاکمیت کے تصور کو ختم کیا ہے۔ خلیفہ بننے کے لیے انسان میں اعلیٰ خوبیوں کے موجود ہونے کا ذکر کیا گیا ہے جو قرآن و سنت کی روشنی میں بالکل انصاف پر مبنی فیصلہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اسلام نے خلیفہ کے ساتھ ساتھ رائے دہندگان کی بھی خوبیاں بیان کی ہیں اور ہر کسی کو خلیفہ چننے کا حق نہیں دیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اسلام کے پہلے خلیفہ تھے۔ ان کے بعد حضرت عمرؓ اور پھر حضرت عثمان غنیؓ خلیفہ بنے۔ اسلام کے آخری خلیفہ راشد حضرت علیؓ تھے۔ یہ تمام اصحاب اپنی صفات میں مکمل مسلمان تھے، جن میں دین و ایمان کی کیفیات بدرجہ اتم موجود تھیں اور ان کے دور میں آقا اور غلام میں فرق نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"زمین اللہ کی ہے اور وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے وارث بناتا ہے۔"

2- قانون کی حاکمیت (Rule of Law): اسلام میں شریعت نبویؐ ہی قانون کی روح رواں ہے۔ شریعت سے مراد قرآن اور سنت کے احکام ہیں۔ اسلام میں خلیفہ بھی قانون سے بالاتر نہیں۔ حضرت عمرؓ کے دور میں جب کسی نے خلیفہ وقت حضرت عمرؓ سے ان کے جسم پر ایک سے زائد چادروں کا حساب پوچھا تو حضرت عمرؓ کے بیٹے نے اپنے باپ کی گواہی دیتے ہوئے کہا کہ چونکہ میرے والد کا قد کافی لمبا ہے، اس لیے مال غنیمت سے میں نے اپنے حصے کی ملنے والی چادر بھی اپنے باپ کو دے دی۔ ایسی کئی مثالیں ہیں جن میں اسلامی نظام میں قانون کی حاکمیت کی دلیلیں ملتی ہیں۔

3- حقوق اور آزادی (Rights and Liberty): اسلام نے مسلمانوں اور ذمیوں کو مساوی حقوق دیئے ہیں اور ہر کسی کو تقریر کی آزادی، اجتماع کی آزادی اور اپنے دینی مسلک کی آزادی دی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

"ان کے معبودوں کو گالی مت دو جو میرے علاوہ کسی اور کو پکارتے ہیں۔"

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام نے کس قدر انسانی آزادی اور حقوق کا پرچار کیا ہے۔

4- شورائی نظام (Advisory Council): اسلام نے شورائی نظام کو متعارف کرایا جو آج کے دور میں پارلیمنٹ یا کانگرس کے نام سے مشہور ہے۔ اسلام نے خلیفہ کو اس بات کی تلقین کی ہے کہ وہ پالیسی بناتے وقت دوسرے افراد سے ضرور مشورہ کرے اور من مانی نہ کرے۔ حضرت

عائشہؓ فرماتی ہیں:

''میں نے حضرت محمدؐ سے زیادہ کسی کو مشاورتی نہیں پایا۔''

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضورؐ نے ہمیشہ نظام حکومت میں مجلس شوریٰ کو اہمیت دی جس سے آمریت اور من مانی کا خاتمہ ہو گیا۔

5-احتسابی نظام(Accountability System): اسلامی نظام مکمل طور پر احتسابی نظام ہے جس میں صرف اور صرف خلیفہ ہی اپنے افعال کا ذمہ دار نہیں بلکہ تمام نسل انسانی اپنے افعال واعمال کے لیے اللہ کے سامنے جوابدہ ہے۔ دنیا میں کوئی دوسرا نظام ایسی خصوصیت کا حامل نہیں۔

6-رواداری اور معاملہ فہمی(Tolerance and Understanding): اسلام نے جمہوری نظام کی بالکل نفی کی ہے۔ بلکہ ایک ایسے خالصتاً اسلامی نظام کا نمونہ پیش کیا ہے جو کہ رواداری اور معاملہ فہمی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ جس میں ایک دوسرے کی بات سننے کا حوصلہ اور برداشت کرنے کا درس دیا گیا ہے۔ ضروری نہیں کہ خلیفہ کی بات پر تنقید نہ کی جائے' بلکہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں ان کی کسی بات یا فیصلے پر تنقید کی جاتی تو وہ بڑے صبر و تحمل اور معاملہ فہمی سے اس کا جواب دیتے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خلافت سنبھالتے وقت کہا:

''اے لوگو! میں آپ کا امیر بنایا گیا ہوں۔ تم پر میری اطاعت لازم ہے۔ اگر میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق فیصلے کروں اور اگر میں ایسا نہ کروں تو تم پر میری اطاعت ضروری نہیں۔''

7-مساوات(Equality): اسلام کے نظام حکومت میں تمام افراد مساوی حیثیت رکھتے ہیں۔ بادشاہ' غلام' آقا' رعایا سب برابر ہیں اور ان کو یکساں حقوق اور آزادی حاصل ہے حتیٰ کہ ذمیوں یعنی اقلیتوں کو بھی تمام مسلمانوں والے حقوق دیئے گئے تھے۔ صرف ان سے جزیہ لیا جاتا تھا جبکہ مسلمانوں سے زکوۃ وصول کی جاتی تھی۔

سوال: اسلامی اقتدار اعلیٰ کی خصوصیات تحریر کریں۔ (فیصل آباد بورڈ 2015ء)

جواب : اسلامی اقتدار اعلیٰ کی خصوصیات(Characteristics of Islamic Sovereignty): اسلامی اقتدار اعلیٰ کی مندرجہ ذیل دوامی خصوصیات ہیں:

1- اللہ کا اقتدار ہمیشہ رہنے والا ہے۔
2- صرف اللہ ہی قادر مطلق' سمیع اور بصیر ہے۔
3- اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔ وہ کسی کے آگے جوابدہ نہیں۔
4- اللہ کے اقتدار اعلیٰ کو کوئی ختم نہیں کرسکتا۔ وہ ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔
5- اللہ کا اقتدار اعلیٰ ارض و سماوات کے درمیان بسنے والی ہر چیز پر یکساں موجود ہے۔
6- اللہ تعالیٰ کا اقتدار اعلیٰ صحیح معنوں میں لامحدود ہے' جس پر نہ کوئی بین الاقوامی پابندی ہے اور نہ کوئی قدرتی اور قانونی پابندی' کیونکہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہے۔
7- اللہ تعالیٰ ہر چیز سے بے نیاز ہے اور اپنے آپ میں منفرد حیثیت کا مالک ہے۔ کوئی بھی اس کی برابری نہیں کرسکتا اور وہ ہر چیز سے برتر ہے۔
8- اللہ تعالیٰ کا اقتدار اعلیٰ نہ تقسیم ہوسکتا ہے اور نہ ہی اس کو زوال آسکتا ہے۔

سوال: مغربی اور اسلامی اقتدار اعلیٰ میں فرق بیان کریں۔

جواب : **مغربی اور اسلامی نظریہ اقتدار اعلیٰ میں فرق**

(Difference Between Western and Islamic Concept of Sovereignty)

مغربی اقتدار اعلیٰ	اسلامی اقتدار اعلیٰ
1- مغربی اقتدار اعلیٰ کا موجد اور بانی انسان ہیں جن سے غلطی ہوسکتی ہے۔	1- اسلامی اقتدار اعلیٰ کا بانی اللہ تعالیٰ ہے جو کہ غلطیوں سے پاک ہے۔

2-اسلامی اقتدار اعلیٰ کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے۔	2- مغربی اقتدار اعلیٰ عوام کے ہاتھ میں ہے اور مغربی اقتدار اعلیٰ پارلیمنٹ کے پاس ہوتا ہے۔
3-اسلامی اقتدار اعلیٰ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جس کے اختیارات کسی دوسرے کو منتقل نہیں کیے جاسکتے۔	3- پارلیمنٹ میں کئی انسان شامل ہوتے ہیں جو کہ تمام امور مل کر سرانجام دیتے ہیں۔
4- زمین پر انسان خلیفہ ہونے کے ناطے بھی اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے اصولوں کے مطابق حکومت چلانے کا مجاز ہے۔	4- مغربی اقتدار اعلیٰ ایک وقت میں صدر، وزیر اعظم اور فوج کے ہاتھوں میں نظر آتا ہے جس سے اقتدار اعلیٰ منقسم ہو کر رہ جاتا ہے۔
5-اسلامی اقتدار اعلیٰ کا مالک اللہ تعالیٰ کی یکتا ذات ہے اور وہی فیصلہ کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔	5- مغربی اقتدار اعلیٰ بہت سی قانونی، سیاسی اور عوامی پابندیوں میں جکڑا ہوتا ہے۔
6-اسلامی اقتدار اعلیٰ ہر قسم کی پابندی سے آزاد اور بالاتر ہے۔ اسلامی اقتدار انسان کی ظاہری اور باطنی دونوں حیثیتوں پر نظر رکھتا ہے۔	6- مغربی اقتدار اعلیٰ صرف اور صرف انسان کے ظاہری اعمال پر اثر انداز ہوتا ہے۔
7-اسلامی اقتدار اعلیٰ نہ صرف انسان اور اس کے اداروں پر حکومت کرتا ہے بلکہ چرند پرند اور پہاڑوں پر بھی اس کی حکومت ہے۔	7- مغربی اقتدار اعلیٰ انسان کے بنائے ہوئے اداروں پر اختیارات استعمال کرتا ہے۔
8-اسلامی اقتدار اعلیٰ کا مالک اللہ تعالیٰ پوری کائنات کی یکساں طور پر ہر وقت دیکھ بھال کرتا ہے۔	8- مغربی اقتدار اعلیٰ تمام افراد کی یکساں اور ہر وقت دیکھ بھال نہیں کرسکتا۔

ماحصل (Conclusion): مغربی اقتدار اعلیٰ کا مفہوم واضح اور مستقل نہیں ہے بلکہ اس میں ابہام اور ناپائیداری صاف نظر آتی ہے۔ وقت کے بدلنے کے ساتھ ساتھ ہر دور میں مختلف مغربی مفکرین نے اقتدار اعلیٰ کی مختلف تعریفیں کی ہیں۔ لیکن پھر بھی وہ عملی طور پر اپنے اقتدار اعلیٰ کو نافذ العمل ہوتا نہیں دیکھ سکے جب کہ اسلامی اقتدار اعلیٰ ایک اصل حقیقت ہے اور اپنے آپ میں جامع اور منفرد ہے۔ جس سے کبھی بھی دانشمند اور ہوشمند انسان کو انکار نہیں ہوسکتا۔ اس میں تسلسل اور استقلال بدرجہ اتم موجود ہے۔ اس میں سینکڑوں برس بعد بھی کوئی تغیر نہیں آیا کیونکہ وہ اللہ کا بنایا ہوا قانون ہے۔

سوال: آسٹن کے نظریہ اقتدار اعلیٰ کا تنقیدی جائزہ لیجئے نیز ریاست کی حاکمیت کے تصور کے خلاف تکثیر پسندوں کا نقطہ نظر واضح کیجئے۔

جواب:

آسٹن کا نظریہ اقتدار اعلیٰ
(Austin's Theory of Sovereignty)

ژاں بوداں، تھامس ہابز اور بینتھم نے بھی اقتدار اعلیٰ پر طبع آزمائی کی اور اپنے اپنے نظریات پیش کئے۔ لیکن جان آسٹن نے جو نظریہ پیش کیا اس نے پورے یورپ میں شہرت حاصل کی۔ اس کے باوجود اس کے نظریہ پر تنقید بھی بہت ہوئی۔ آسٹن نے جو نظریہ اقتدار اعلیٰ پیش کیا وہ مندرجہ ذیل ہے:

> ''ایک منفرد اور اعلیٰ و برتر شخص جو کسی اپنے جیسے اعلیٰ و برتر کا مطیع نہ ہو اور معاشرے کا ایک بڑا حصہ اس کی اطاعت کا عادی ہو تو وہ عظیم اور اعلیٰ شخص اس معاشرے کا مقتدر اعلیٰ ہے اور معاشرہ اس برتر فرد سمیت ایک سیاسی اور خودمختار معاشرہ ہوتا ہے۔''

اقتدار اعلیٰ کے متعلق آسٹن کی مندرجہ بالا جامع اور واضح تعریف کے بعد اس کے نظریے کی مندرجہ ذیل خصوصیات سامنے آتی ہیں:

1- مخصوص مقتدر اعلیٰ (Specific Sovereign): آسٹن کے مطابق مقتدر اعلیٰ عوام سے بالاتر اور برتر ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اقتدار اعلیٰ کے لیے مقتدر اعلیٰ کی تلاش آسان ہے، کیونکہ وہ ایک مخصوص شخصیت کا حامل شخص ہے۔

2- قانون ساز مقتدر اعلیٰ (Law Maker Sovereign): آسٹن کے مطابق مقتدر اعلیٰ ریاست کے قوانین کو تشکیل دیتا ہے۔ وہ سب سے زیادہ بااختیار ہے' نہ کوئی اس کے برابر ہے اور نہ ہی اس سے کوئی بالاتر۔ آسٹن کے نزدیک قانون مقتدر اعلیٰ کا حکم ہے اور ریاست کے ادارے اور افراد اس کے احکامات کی پابندی کرنے کے پابند ہیں۔

3- پابندیوں سے آزاد (Unrestrained by Law): مقتدر اعلیٰ کے حکم کو قانون کا درجہ حاصل ہے۔ وہ لامحدود' منفرد اور مطلق العنان ہوتا ہے۔ کوئی بین الاقوامی قانون اس کو پابند نہیں کرسکتا' کیونکہ وہ نہ صرف ریاست کے اندر احکامات جاری کرتا ہے بلکہ بیرونی دنیا سے معاہدے بھی اپنی مرضی سے کرتا ہے اور اپنی مرضی سے ختم کر دیتا ہے۔ وہ کسی کا پابند نہیں ہوسکتا۔

4- کلیت پسند (Monist): آسٹن کہتا ہے کہ اقتدار اعلیٰ کا مالک ایک شخص یا ایک جماعت ہوسکتی ہے اور اس کو ریاست میں مختلف اداروں میں تقسیم نہیں کیا جاسکتا۔ اس سے اقتدار اعلیٰ کی روح دم توڑ جاتی ہے اور ریاست حصوں بخروں میں تقسیم ہو کر رہ جاتی ہے۔

5- عادتاً اطاعت (Habitual Obedience): اقتدار اعلیٰ کو تسلیم کرنا اور اس کے بنائے ہوئے قوانین کی پابندی کرنا ریاست میں موجود تمام افراد اور اداروں کا فرض ہوتا ہے اور فرض کسی کو اپنی عادت بنا کر پورا کرنا چاہئے۔ اس طرح سب لوگ اقتدار اعلیٰ کی عادتاً اطاعت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

6- اللہ کے اقتدار اعلیٰ کی نفی (Negation of God Sovereignty): آسٹن ایک انگریز قانون دان تھا' اس لئے اس نے اللہ تعالیٰ کے اقتدار اعلیٰ کی نفی کی اور کہا چونکہ ریاست انسانوں سے وجود میں آتی ہے اس لئے ان میں اقتدار اعلیٰ کا مالک بھی کوئی انہی جیسا انسان یا کوئی انسانی جماعت ہی ہو نہ کہ کوئی مافوق الفطرت طاقت اقتدار اعلیٰ کی مالک ہو۔

تکثیر پسندوں کی آسٹن کے نظریہ پر تنقید (Pluralists Criticism on Austin's Theory): آسٹن کے نظریے نے یورپ میں بہت زیادہ پذیرائی حاصل کی اور کوئی بھی فلسفی اس کے نظریے سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ لیکن گارنر اور میک آئیور نے اس کے نظریے کو بہت زیادہ سخت قرار دیا۔ لنڈ سے' ڈیوگی اور لاسکی نے آسٹن کے نظریے کو بہت زیادہ تنقید کا نشانہ بنایا اور مندرجہ ذیل خامیاں اور نقائص بیان کئے:

1- مخصوص اقتدار اعلیٰ (Specific Sovereignty): اقتدار اعلیٰ کا تعین کرنا ناممکن ہے کیونکہ موجودہ دور میں کسی بھی صورت ایک شخص یا جماعت کو اقتدار اعلیٰ سونپنا ممکن نہیں۔ کیونکہ اس وقت پوری دنیا میں ہر ریاست اپنے سیاسی' معاشرتی' معاشی اور ثقافتی اداروں کی ترقی و ترویج کے لیے ان کو آزادانہ طریقوں سے کام کرنے کی اجازت دے رہی ہے۔ ویسے بھی آج کل دنیا میں جمہوریت کا پرچار کیا جاتا ہے جس میں عوام کی خواہشات اور جذبات کا بہت زیادہ خیال رکھا جاتا ہے۔ امریکہ میں صدر گوکہ بے پناہ اختیارات کا مالک ہے لیکن وہ بھی رائے عامہ سے بہت زیادہ باخبر رہتا ہے اور کسی صورت بھی رائے عامہ کو نظر انداز نہیں کرتا۔ برطانیہ میں پارلیمنٹ اپنے عوام کے رسم و رواج کا بہت خیال رکھتی ہے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ اقتدار اعلیٰ کا تعین مخصوص شخص کے حوالے سے جدید دور میں تقریباً ناممکن ہے۔

2- اقتدارِ اعلیٰ کا تعین (Determination of Sovereignty): آسٹن ایسے اقتدار کا قائل ہے جو قانونی ہو اور جس کی حیثیت کو بآسانی پہچانا جاسکے۔ اقتدارِ اعلیٰ کی واضح پہچان بادشاہت اور آمریت میں تو ممکن ہے لیکن جمہوری نظام میں صدر' وزیر اعظم اور پارلیمنٹ مشترکہ اقتدار اعلیٰ میں شریک کار ہیں۔ لہٰذا وہاں پہچان ناممکن ہے کیونکہ اس نظام میں بیک وقت کئی ادارے قانون سازی میں شریک ہوتے ہیں۔

3- قانون ساز اقتدار اعلیٰ (Law-Making Sovereignty): اقتدارِ اعلیٰ تقسیم شدہ اور منتقل ہوتا نظر آتا ہے۔ اگر آسٹن کے پیش نظر ریاست کو تمام اختیارات کا مالک مان لیا جائے تو لوگوں کے مذہبی' ثقافتی اور خاندانی امور میں مداخلت ریاستی ظلم و زیادتی کا باعث بن سکتی ہے۔ دورِ حاضر میں عوام ایسے قانون کے پابند نہیں جو ان کی مذہبی رسومات اور مذہبی عقائد میں تصادم کا باعث ہو۔

4- پابندیاں (Restrictions): آسٹن اقتدارِ اعلیٰ پر کسی قسم کی پابندی کو تسلیم نہیں کرتا' حالانکہ وہ تمام فطری' عملی' اخلاقی' معاشرتی اور مذہبی

پابندیوں کو قانونی اقتدار اعلیٰ ماننے پر مجبور بھی ہے۔ قانونی اقتدار اعلیٰ اگر عوامی فیصلے عوام کے مذہبی اعتقادات اور رسمی اصولوں کے خلاف کرے تو اُسے بہت نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

5- عادتاً اطاعت (Habitual Obedience): آسٹن کہتا ہے کہ عوام کی اکثریت عادتاً مقتدر اعلیٰ کے احکامات کی پیروی کرتی ہے۔ یہ بات بادشاہت اور آمریت میں تو ممکن ہے لیکن جمہوری نظام میں ایسا ناممکن ہے۔ موجودہ جمہوری دور میں عوام سیاسی شعور رکھتے ہیں۔ وہ عادتاً اطاعت کی بجائے صحیح فیصلوں پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور غلط فیصلوں پر احتجاج کرتے ہیں۔

6- ریاست کی اجارہ داری (Monopoly of State): آسٹن تمام اداروں پر اقتدار کی اجارہ داری کا قائل ہے۔ حالانکہ عوام سیاسی ادارے یعنی ریاست کے ساتھ کئی اقتصادی، معاشرتی، مذہبی اور ثقافتی اداروں میں ریاستی عمل دخل پسند نہیں کرتے۔ تکثیر پسند ریاست کی اجارہ داری کے آسٹن کے اصول کو ہدفِ تنقید بناتے ہیں۔

7- قانون مقتدر اعلیٰ کا حکم (The Sovereign's Word is Law): آسٹن قانون کو مقتدر اعلیٰ کا حکم مانتا ہے جو سراسر غلط ہے۔ ابتدائی قانون ریاست سے پہلے معاشرے کے قائم کردہ اصولوں اور رسم و رواج پر مبنی تھا۔ قانون کو مقتدر اعلیٰ کا حکم کہنا ہرگز کسی صورت مناسب نہیں۔

سوال: کلیت پسندوں اور تکثیر پسندوں کا نظریہ اقتدار اعلیٰ بیان کریں۔ (لاہور بورڈ 2017ء)

جواب: اقتدار اعلیٰ کا تصور جدید ریاست کے وجود کے ساتھ ہی وجود میں آیا، کیونکہ قدیم یونان والے تو اقتدار اعلیٰ کو ایک ریاست میں عظیم طاقت خیال کرتے تھے۔ اس کے علاوہ وہ کچھ نہ جانتے تھے جب کہ روم کے مفکروں اور ججوں نے بادشاہ کو اقتدار اعلیٰ کا مالک ٹھہرایا۔ مسلمان مفکروں میں ابن خلدون نے سب سے پہلے اقتدار اعلیٰ کو حکمران کی بنیادی طاقت کہا۔

تھامس ہابز (Thomes Hobbes) نے اپنی کتاب "Leviathan" میں اقتدار اعلیٰ کو لامحدود، قانون سے آزاد اور ناقابل زوال لکھا۔ دراصل ارسطو، تھامس ہابز، روسو، ہیگل اور جان آسٹن سب کلیت پسندوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ ریاست کو ہی اقتدار اعلیٰ کا مستحق کہا ہے۔ ان کے مطابق ریاست کے تمام ادارے، افراد اور انجمنیں وغیرہ ہر لحاظ سے ریاست کے اقتدار اعلیٰ کے تابع ہیں اور وہ کسی صورت بھی ریاست کے اقتدار اعلیٰ سے برتر نہیں ہوتے۔ وہ ریاست کے اقتدار اعلیٰ کو جامع، منفرد، مطلق العنان اور لامحدود قرار دیتے ہیں۔

بیسویں صدی میں کلیت پسندوں کے خلاف آواز اٹھائی گئی اور ان کے نظریات پر کڑی تنقید کی گئی۔ لاسکی، لنڈ سے، ڈیوگی، کریبے، ہابسن اور جی۔ ڈی ایچ کول نے اقتدار اعلیٰ کو محدود اور قابل تقسیم قرار دیا۔ ان کے مطابق ریاست انسانی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے وجود میں لائی گئی ہے، اس لیے ان کی معاشی، معاشرتی، ثقافتی، مذہبی اور دوسری ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے ریاست میں بہت سے ادارے بنائے گئے ہیں۔ ان تمام اداروں کو اپنی جگہ پر آزادانہ کام کرنے کی اجازت ہونی چاہیے تا کہ وہ سب انسانیت کی فلاح و بہبود کا کام بطریق احسن انجام دے سکیں۔ تکثیر پسند اقتدار اعلیٰ کا نظریہ رکھنے والے کسی صورت بھی اقتدار اعلیٰ کو منفرد، جامع اور مطلق العنان ماننے کے لیے تیار نہیں۔

☆☆☆☆☆

www.downloadclassnotes.com

ٹیکسٹ بک کی مکمل حل شدہ آزمائشی مشق

انشائی ...... حصہ دوم

مختصر سوالات وجوابات

سوال (i): اسلامی اقتدار اعلیٰ سے کیا مراد ہے؟

جواب: اسلامی اقتدار اعلیٰ سے مراد اسلامی ریاست میں اقتدار اعلیٰ کسی فرد، جماعت، پارلیمنٹ یا عوام کو حاصل نہیں ہوتا، بلکہ اسلام میں اقتدار اعلیٰ کا مالک اللہ تعالیٰ ذوالجلال والاکرام کی ذات بابرکت ہے۔ اسلامی ریاست میں قانون سازی اور نظام حکومت اللہ تعالیٰ کی مرضی ومنشا کے مطابق چلایا جاتا ہے۔ اسلامی ریاست میں عوام اور حکمران اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند ہوتے ہیں۔

سوال (ii): جان آسٹن نے اقتدار اعلیٰ کی کیا تعریف کی ہے؟

جواب: جان آسٹن نے اقتدار اعلیٰ کی تعریف اپنی شہرہ آفاق تصنیف (Lectures on Jurisprudence) میں 1832ء میں یوں کی ہے:
''ایک معین برتر فرد جو کسی دوسرے فرد کی اطاعت کا پابند نہ ہو اور معاشرے کا ایک بہت بڑا حصہ اس کی اطاعت عادتاً کرتا ہو تو وہ برتر واعلیٰ فرد مقتدر اعلیٰ کہلاتا ہے اور معاشرہ اس برتر فرد سمیت ایک سیاسی اور خود مختار معاشرہ ہوتا ہے۔

سوال (iii): اندرونی اور بیرونی اقتدار اعلیٰ سے کیا مراد ہے؟

جواب: اندرونی اقتدار اعلیٰ:

اندرونی اقتدار اعلیٰ سے مراد ریاست کے اندر رہنے والے تمام باشندے اور ادارے اقتدار اعلیٰ کے تابع ہوں۔ ریاست کی حدود میں نہ کوئی جماعت اور نہ کوئی ادارہ اس کے کنٹرول سے آزاد ہو۔

بیرونی اقتدار اعلیٰ:

بیرونی اقتدار اعلیٰ سے مراد ریاست غیر ملکی دباؤ سے آزاد ہو۔ وہ اپنے تمام بیرونی فیصلے کرنے میں آزاد وخود مختار ہو۔ وہ اپنے قومی مفادات کے آئینے میں اپنی خارجہ پالیسی خود تشکیل دیتی ہو۔

سوال (iv): اقتدار اعلیٰ کا تصور کب اور کس نے دیا؟

جواب: اقتدار اعلیٰ انگریزی زبان کے لفظ (Sovereignty) کا ترجمہ ہے جس کے معانی برتر اور حاوی ہونے کے ہیں۔ لفظ اقتدار اعلیٰ (Sovereignty) کا پہلی مرتبہ استعمال سولہویں صدی عیسوی میں ایک فرانسیسی مفکر ژان بودان نے اپنی تصنیف (Republica) میں کیا۔

سوال (v): اقتدار اعلیٰ کی جامعیت کا اصول غیر ملکی سفارت خانوں پر لاگو کیوں نہیں ہوتا؟

جواب: اقتدار اعلیٰ کی جامعیت کا اصول غیر ملکی سفارت خانوں کی عمارتوں، کارندوں اور گاڑیوں پر لاگو نہیں ہوتا۔ انہیں بہت سی پابندیوں سے بے نیاز رکھا جاتا ہے۔ ایسی رعائتیں غیر ملکی سفارت خانوں کو مقتدر اعلیٰ خود اپنی خوشی سے دیتا ہے۔ اس پر کوئی دباؤ نہیں ہوتا۔ وہ یہ رعائتیں لے بھی سکتا ہے اور سفارت کاروں کو اپنی ریاست کی حدود سے باہر نکلنے کا حکم بھی دے سکتا ہے۔

سوال (vi): اقتدار اعلیٰ کی منتقلی کے حوالے سے لائبر کیا کہتا ہے؟

جواب: اقتدار اعلیٰ کی منتقلی کے حوالے سے لائبر (Liber) کہتا ہے کہ اقتدار اعلیٰ کی منتقلی ایسے ہی ہے جیسے کسی درخت کو اس کی نشوونما کا حق نہ دیا جائے یا کوئی فرد اپنی شخصیت کسی دوسرے کو منتقل کر دے اور زندہ بھی رہے۔

سوال (vii): پروفیسر ڈائسی نے اقتدار اعلیٰ کی تعریف کیسے کی ہے؟

جواب: پروفیسر ڈائسی (Prof. Dicey) لکھتا ہے کہ سیاسی اقتدار اعلیٰ وہ طاقت ہے جو قانونی اقتدار اعلیٰ کی پشت پر موجود ہوتی ہے اور جس کے سامنے قانونی اقتدار اعلیٰ کو جھکنا پڑتا ہے۔

سوال(viii): پاکستان کے حوالے سے قانونی اور واقعی اقتدار اعلیٰ کی تعریف کیجئے۔

جواب:1- جب فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے 1958ء کو پاکستان میں مارشل لا لگایا تو صدر سکندر مرزا کی حکومت تھی۔ مارشل لا کے بعد محمد ایوب واقعی اقتدار اعلیٰ کا مالک بن گیا اور صدر سکندر مرزا قانونی مقتدر اعلیٰ کی حیثیت رکھتا تھا۔

-2 12 اکتوبر 1999ء کو طیارہ سازش کے نتیجے میں جب جنرل مشرف نے اقتدار سنبھالا تو وہ واقعی اقتدار اعلیٰ کے مالک بن گئے اور نواز شریف کی حیثیت اس وقت قانونی مقتدر اعلیٰ کی تھی۔

سوال(ix): عوامی اقتدار اعلیٰ کیسے وجود میں آیا؟

جواب: جمہوری انقلاب کے لئے روسو اور والٹیئر کی تحریروں نے زبردست کام کیا جس کے نتیجہ میں فرانس میں 1789ء میں انقلاب رونما ہوا اور برطانیہ میں بتدریج جمہوریت کو فروغ ملا۔ ان کوششوں نے ایک نئی قسم کے اقتدار اعلیٰ کو جنم دیا جس میں طاقت کا سرچشمہ عوام کو ٹھہرایا گیا، جسے عوامی اقتدار اعلیٰ کہتے ہیں۔ روسو کو عوامی اقتدار اعلیٰ کا بانی تصور کیا جاتا ہے۔

سوال(x): اقتدار اعلیٰ کے حوالے سے تکثیر پسندوں کے پانچ بنیادی اصول بیان کریں۔

جواب: اقتدار اعلیٰ کے حوالے سے تکثیر پسندوں کے پانچ بنیادی اصول مندرجہ ذیل ہیں:

-1 ریاست اور دیگر انسانی ادارے مساوی مقام رکھتے ہیں۔
-2 ریاست کو دیگر اداروں پر برتری نہیں ملنی چاہیے۔
-3 قانون ریاست کی پیداوار نہیں بلکہ قانون نے ریاست کو تخلیق کیا ہے۔
-4 ریاست ختم نہیں کرنی چاہیے بلکہ اس کے اختیارات کم کر دیئے جانے چاہئیں۔
-5 اقتدار اعلیٰ قابل تقسیم ہے۔

سوال(xi): آسٹن کے نظریہ اقتدار اعلیٰ کی دو خصوصیات تحریر کریں۔

جواب:1- آسٹن اقتدار اعلیٰ کو مقتدر اعلیٰ کے حکم کا درجہ دیتا ہے۔

-2 آسٹن کے نزدیک اقتدار اعلیٰ ناقابل تقسیم اور ناقابل انتقال ہے۔

سوال(xii): آسٹن اقتدار اعلیٰ کی نفی کیسے کرتا ہے؟

جواب: آسٹن صرف قانونی اقتدار اعلیٰ کو مانتا ہے۔ وہ سیاسی معاشرے میں قانونی اقتدار اعلیٰ پر دباؤ ڈالنے والی سیاسی قوتوں مثلاً رائے عامہ، سیاسی جماعتیں، پریشر گروپس وغیرہ کو جھٹلا کر سیاسی اقتدار اعلیٰ کی نفی کرتا ہے۔

سوال(xiii): اللہ تعالیٰ کی مطلق العنانیت سے کیا مراد ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی مطلق العنانیت سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر شے پر قادر ہے۔ اس کی مرضی کے بغیر ایک پتا تک حرکت نہیں کر سکتا۔ وہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔ وہ کسی کے سامنے اپنے قول اور فعل کے بارے میں جوابدہ نہیں، بلکہ پوری کائنات اس کے روبرو جوابدہ اور اس کے ماتحت ہے۔

سوال(xiv): تکثیر پسندوں کے نظریہ اقتدار اعلیٰ پر آج تک پوری طرح عمل کیوں نہیں ہو سکا؟

جواب: تکثیر پسندوں کے نظریہ اقتدار اعلیٰ پر پوری طرح عمل نہ ہونے کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:

-1 تکثیر پسندوں کے نظریہ اقتدار اعلیٰ کی بدولت ریاست کے کمزور ہو جانے کا خدشہ پایا جاتا ہے۔
-2 تکثیر پسندوں کے نظریہ اقتدار اعلیٰ کی بدولت یہ خطرہ بھی پایا جاتا ہے کہ اس سے ملکی اتحاد اور یکجہتی ختم ہو سکتی ہے۔
-3 تکثیر پسندوں کے نظریہ اقتدار اعلیٰ سے ملک میں بدامنی اور انتشار پھیلنے کا خطرہ پایا جاتا ہے۔

سوال(xv): ژان بودان کی بیان کردہ اقتدار اعلیٰ کی تعریف کیجئے۔

جواب: ژان بودان کے نزدیک ''اقتدار اعلیٰ ریاست کا وہ اعلیٰ اختیار ہے جس پر کوئی پابندی نہ ہو''۔

......☆......

حصہ معروضی

ہر سوال کے چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

-1 کون سا شعبہ ختم ہو جائے تو ریاست بھی ختم ہو جاتی ہے؟
(الف) حکومت (ب) مقننہ (ج) عدلیہ (د) اقتدار اعلیٰ ✓

-2 اقتدار اعلیٰ کی خصوصیات میں سے غیر متعلقہ خصوصیت کی نشاندہی کریں:
(الف) پائیداری (ب) خوبصورتی ✓ (ج) مطلق العنانیت (د) جامعیت

-3 کس کو نظر انداز کرنا قانونی مقتدر اعلیٰ کے لئے بہت ہی مشکل ہوتا ہے؟
(الف) قانون (ب) سیاست ✓ (ج) رائے دہندگان (د) حزب اختلاف

-4 کس کے بنائے ہوئے قوانین میں ردوبدل یا ترمیم کی گنجائش نہیں؟
(الف) مقننہ (ب) عدلیہ (ج) صدر (د) اللہ تعالیٰ ✓

-5 کون سا مفکر عوامی اقتدار اعلیٰ کا سب سے بڑا مبلغ تھا؟
(الف) تھامس ہابز (ب) لاسکی (ج) ژان بودان (د) روسو ✓

-6 ایوب خان نے پاکستان میں کب مارشل لا لگایا؟
(الف) 1958ء ✓ (ب) 1956ء (ج) 1954ء (د) 1952ء

-7 سوئٹزرلینڈ میں کون سا اقتدار اعلیٰ ہے؟
(الف) آئینی اقتدار اعلیٰ (ب) عوامی اقتدار اعلیٰ ✓ (ج) سیاسی اقتدار اعلیٰ (د) حقیقی اقتدار اعلیٰ

-8 تکثیر پسندوں کے اقتدار اعلیٰ میں نمایاں نام کون سا ہے؟
(الف) آسٹن (ب) ژان بودان (ج) ارسطو (د) لاسکی ✓

-9 اسلامی اقتدار اعلیٰ میں خلیفہ کس کے سامنے جوابدہ ہوتا ہے؟
(الف) پارلیمنٹ (ب) صدر (ج) اللہ تعالیٰ ✓ (د) عوام

-10 انگریز فلسفی جان آسٹن نے اقتدار اعلیٰ کا قانونی تصور کب دیا؟
(الف) 1832ء ✓ (ب) 1842ء (ج) 1852ء (د) 1862ء

-11 فرانسیسی مفکر ژان بودان نے کس صدی عیسوی میں اقتدار اعلیٰ کا تصور دیا؟
(الف) آٹھویں صدی (ب) گیارہویں صدی (ج) چودھویں صدی (د) سولہویں صدی ✓

-12 اقتدار اعلیٰ ریاست کی مرضی کو کہتے ہیں۔ یہ الفاظ کس مفکر کے ہیں؟
(الف) روسو (ب) ولوبائی ✓ (ج) برجیس (د) سیلے

☆☆☆☆☆☆